مساویانہ حلقہ بندی کی ضرورت

شمالی علاقہ جات گلگت و بلتستان میں جوں جوں N.A کونسل اور ڈسٹرکٹ و بلدیاتی سطح کے انتخابات قریب ہوتے جارہے ہیں، سیاسی لوگوں کی عوامی خدمات اور محبت کے جذبات انگڑائی لے رہے ہیں اور متعلقہ حلقوں میں عوام سے میل جول شروع کرر ہے ہیں، ویسے تو یہ بات صرف ہمارے علاقے تک محدود نہیں بلکہ ملک بھر سے سیاسی لوگوں کی عادت بیان کی جاتی ہے کہ انتخابات سے فارغ ہونے کے بعد لیڈر صاحبان عوام کے درمیان سے اس طرح رفو چکر ہو جاتے ہیں کہ پورے پانچ سال تک پتہ تک نہیں چلتا کہ کہاں غائب ہوگیا، جب اگلے انتخابات کا وقت قریب آتا ہے تو خودرو پودوں کی طرح ظہور پذیر ہونے لگتے ہیں، بہرحال لوگ سیاسی میدان کو خالی نہیں چھوڑینگے اور بہتر کی تلاش میں اچھے نمائندوں کی چنائی کرتے رہینگے۔

مگر کیا کیا جائے کہ حکومت حلقہ بندی سے متعلق عوامی شکایات کو سننے کے بجائے بعض سیاسی لیڈروں کے پسند یا ناپسند کو ترجیح دیتی ہے، خاص کر ضلع گانچھے میں 3 حلقے آپس میں متوازن بالکل نہیں ہیں: حلقہ نمبر 1 کی ووٹر آبادی 31 ہزار سے متجاوز ہے، جبکہ باقی دو حلقوں میں ووٹر آبادی 18 ہزار اور 25 ہزار پر مشتمل ہے۔ اب شنید ہے کہ ایک ممبر کا اضافہ بھی ہونے والا ہے تو حلقہ نمبر 1 جو کریس سے لے کر غواڑی' کورو، بلغار' تھلے اور سیلنگ تک پھیلا ہوا ہے، اس کو کریس یونین، کورو غواڑی ہریکون کو نیس یونین اور یوگو، براہ یونین پر مشتمل حلقہ بنایا جائے۔ یوں حلقے بھی تقریباً برابر ہو جائیں گے اور یونین و پٹوار حلقے ٹوٹ پھوٹ کے شکار بھی نہیں ہوں گے۔ یہی متعلقہ یونین کے لوگوں کا بھی بھرپور مطالبہ ہے اور مقامی حکومت کو بھی چاہیے کہ حلقے کے عوامی مطالبے پر کان دھرے یہی وقت کی اہم ضرورت بھی ہے۔

فضیلۃ الدکتور حافظ محمد عارف عبدالحکیم۔ حفظہ اللہ۔

کے اعزاز میں

"تھدیۃ تبریک"

آپ معہد دار العلوم بلتستان غواڑی کے فارغ التحصیل علماء میں سے پہلی شخصیت ہیں جنہیں

الجامعۃ الاسلامیۃ بالمدینۃ المنورۃ

سے اعلیٰ ترین علمی ڈگری "Ph.D" حاصل کرنے کا شرف ملا۔

ان شاء اللہ اب محترم قارئین کو ان کے علمی، تحقیقی اور اصلاحی تنقید پر مشتمل گرانقدر مضامین سے استفادہ کا موقع ملے گا۔ ادارہ "التراث"

درس قرآن ---------------------------------اسماعیل امین
طالب مرحلہ دکتوراہ اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

تراثِ رحمانی درفوائد قرآنی

﴿ قلنا اهبطوا منها جميعا فإما يأتينكم منى هدى فمن تبع هداى فلا خوف عليهم ولاهم يحزنون ۝ ﴾ (البقرة:۳۸)

آیت مبارکہ سے مستنبط فوائد:

فائدہ نمبر۱: اللہ تعالیٰ نے جب آدم اور حوا علیہما السلام کو جنت سے نکال کر زمین میں بسایا تو اللہ نے ان کو دو عظیم نعمتوں سے سرفراز فرمایا: ان کی توبہ قبول فرمائی اور انہیں دوبارہ جنت میں جانے کا راستہ بتایا۔ جس کی وضاحت آیت مبارکہ میں ہوئی ہے۔ اس لئے بنی آدم کو چاہئے کہ اس فانی دنیا میں ایک مسافر کی طرح زندگی بسر کرتے ہوئے اپنے اصلی وطن یعنی جنت میں دوبارہ جانے کے لیے اللہ کی شریعت اور ہدایت پر عمل پیرا ہوں۔ اسی مضمون کو حافظ ابن القیمؒ نے اپنے مشہور قصیدے میں ذکر فرمایا ہے:

فحيَّ على جنات النعيم فإنها منازلك الأولى وفيها المخيم
ولكننا سبي العدو فهل ترى نعود الى أوطاننا ونسلم

” ان نعمت کدوں کی طرف لپکو، بیشک یہ تیری قدیم رہائشگاہ ہیں اور ان میں خیمے تنے ہوئے ہیں۔ لیکن ہم تو دشمن (شیطان) کے قیدی بنے ہوئے ہیں، کیا تو دیکھتا ہے کہ ہم اپنے اصل وطن کی طرف صحیح سلامت لوٹیں گے؟!“

فائدہ نمبر۲: (فإمّا يأتينكم منى هدى) اور (فمن تبع هداى) دونوں میں ہدایت کی نسبت اللہ نے اپنی طرف کر کے واضح کیا کہ شریعت سازی کا حق صرف اللہ کو ہے اور اس میں کوئی شریک نہیں ہوسکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿ألا له الخلق والأمر﴾ جب صرف اللہ نے پیدا کیا تو حکم اسی کا ہی چلے گا۔ اس لیے عمل وہی معتبر اور مقبول ہوگا جو اللہ کی شریعت اور ہدایت کے موافق ہو۔ اگر کسی کا عمل شریعت اور سنت کے موافق نہ ہو تو وہ عبادت نہیں بلکہ عین گمراہی ہے، جس کی وضاحت نبی کریم ﷺ اپنے ہر خطبہ میں کیا کرتے تھے (وشر الأمور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار) (صحيح النسائى رقم الحديث : ۱۵۷۷)۔

فائدہ نمبر۳: اللہ تعالیٰ نے جب آدم وحوا علیہما السلام کو جنت سے نکالا تو انہیں اسی وقت دوبارہ جنت میں آباد کرنے کی بجائے دنیا میں ہی رہ کر جنت کے حصول کی تلقین فرمائی۔ حضرت آدم علیہ السلام کے واسطے سے بنی آدم کو جنت کا یہ راستہ بتلایا اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے وقتاً فوقتاً انبیاء ورسل کا سلسلہ جاری فرما کر اپنے وعدے کو پورا فرمایا اور یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔

مستدرک حاکم اور صحیح ابن حبان کی ایک روایت کے مطابق انبیاء کی کل تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے جن میں تین سو پندرہ رسول بھی ہیں۔ (الشوکانی) اللہ تعالیٰ نے کسی بھی امت کو نہیں چھوڑا جس میں اللہ کی طرف سے کوئی نذیر نہ آیا ہو، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: ﴿وإن من أمة إلا خلا فيها نذير ۞﴾ (فاطر: ۳۵) آج ہمارے پاس ہدایت الٰہی کے دو نوشتے ہیں: کتاب اللہ وسنت رسول ﷺ انہی کے ساتھ تمسک سے ہی ہم ضلالت سے بچ کر اللہ کی رضا اور جنت کے مستحق ہوسکتے ہیں۔ (ابن العثيمين، الفرقان، اشرف الحواشی)

فائدہ نمبر۴: زیر تفسیر آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت وشریعت کی اتباع کو جنت کے حصول کے لیے شرط قرار دیا ہے۔ قرآن وسنت کے اکثر شروط اپنے جزا کے اسباب ہوتے ہیں۔ اگر سبب اور علت موجود ہو تو مسبب اور معلول بھی پایا جاتا ہے وگرنہ وہ دونوں بھی مفقود ہوتے ہیں۔ حکم اور جزا اپنی علت اور شروط کے لیے لازم وملزوم ہوتے ہیں، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: ﴿فمن تبع هداى فلا يضل ولا يشقيض﴾ [طه: ۲۰] ﴿وإن أطعتموهم إنكم لمشركون﴾ [الانعام: ۱۲۱، ملخص من: مفتاح دارالسعادة ۱/ ۱۷۶-۱۸۰]

فائدہ نمبر۵: اس آیت کی تفسیر میں سید قطب لکھتے ہیں ''انسان اور شیطان کے درمیان جنگ اپنے اصل میدان کی طرف منتقل ہوگئی، اور اس جنگ کا آغاز ہوگیا جو نہ ختم ہونے والی ہے، نہ ایک لمحے کے لیے ہلکی یا ملتوی ہوتی ہے انسان نے انسانیت کے آغاز ہی میں جان لیا کہ شیطان پر غالب ہونا چاہے تو کیسے ہوگا اور جب اپنے لئے خسران کو پسند کرتا ہے تو کس طرح مغلوب ہوتا ہے...... آدم علیہ السلام اولین لمحہ سے اس زمین کے لیے پیدا کیے گئے تھے تو یہ شجر ممنوعہ اور اس کی آزمائش کس لئے تھی اور زمین میں اتارنا کس لئے؟ محسوس ایسا ہوتا ہے یہ سارا قصہ فی الواقع اس خلیفہ ارضی، نوع انسانی کی تربیت اور تجربہ کے لیے تھا جو بار بار اور نئے نئے انداز میں ہوتا رہا۔ اس مخلوق (انسان) پر اللہ کی رحمت اس بات کی متقاضی ہوئی کہ اپنی خلافت کے مستقر زمین پر اس طرح اترے کہ وہ اس تجربہ سے گزر چکا ہو جس سے وہ زمین میں مدت ہائے دراز

تک دوچار ہوتا رہے گا۔شیطان سے اس دائمی جنگ کے لیے وہ پوری طرح تیار ہو جس کے بارے میں اسے شروع ہی سے آگاہ کردیا گیا تا کہ وہ عبرت لے کر متنبہ رہے۔[فی ظلال القرآن ، الفرقان]

فائدہ نمبر ۶: ﴿فمن تبع هداى فلاخوف عليهم ولاهم يحزنون ۞﴾ اللہ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا﴿ فمن تبع هداى فلايضل ولايشقى ۞﴾[طٰه : ۲۰] ''جو میری ہدایت پر چلے تو نہ گمراہ ہوں گے نہ وہ بدبخت ہوں گے۔'' اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ہدایت کے پیروکاروں سے چار بری چیزوں کی نفی کی (۱)ان پر کوئی بھی خوف وخطر نہ ہوگا (۲)اور نہ وہ کسی غم میں مبتلا ہوں گے۔اگر کسی کوخوف اور حزن سے امن حاصل ہوجائے تو وہ ہر قسم کے شرور سے محفوظ ہوجاتا ہےاور اسے مکمل اطمینان اور امن کامل حاصل ہوتا ہے۔

(۳)''فلایضل'' ''وہ گمراہ نہ ہوں گے'' (۴)''ولایشقی'' ''اور نہ وہ کم بدبخت ہوں گے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں''فلایضل'' سے مراد وہ دنیا میں گمراہ نہیں ہوگا اور '' ولا یشقی ''وہ آخرت میں بھی بدنصیب نہیں ہوگا۔حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ آخرت کی ضلالت دنیا کی ضلالت کی وجہ سے مرتب ہوتی ہے،لیکن آخرت کی ضلالت دنیا کی گمراہی سے خطرناک ہوتی ہے۔﴿ومن كان فى هذه أعمٰى فهو فى الأخرة أعمٰى وأضل سبيلا۞ ﴾[الاسراء:۱۷]

□ اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کے متبعین کو دنیا وآخرت کی ضلالت سے محفوظ رکھا ہے۔اس لئے انہیں دنیا میں بھی سعادت مندی اور سکون کی زندگی میسر آتی ہےاور وہ آخرت میں فوز وفلاح سے ہمکنار ہوتے ہیں۔لیکن مادہ پرستی اور دنیا داری میں ہلاک ہونے والے لوگ زندگی کی آسودگی اور سعادت مندی کو دنیا کے مال، ریاست وشہوت رانی کسی پر غلبہ پانے ،کھانے پینے اور لباس کے انواع واقسام کی لذتوں سے لطف اندوز ہونے میں منحصر کرتے ہیں،لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس زندگی میں درندے اور جانور بھی شریک ہوتے ہیں۔ان بہیمانہ لذتوں کا موازنہ اگر اس لذت سے سے کیا جائے جو ایک بندۂ مؤمن کو اللہ کی عبادت سے میسر آتی ہے،تو ان دونوں میں کوئی مناسبت نہیں مل سکتی۔صحابی رسول عمرو بن حرام ص جنگ بئر معونہ کے موقع پر نیزے کے زخم کھا کر شہید ہوتے وقت اپنی بے پناہ لذتوں کی تعبیر ان الفاظ میں کرتے ہیں: '' فزت ورب الكعبة'' ''رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوا''[الر حيق المختوم ص:۲۹۳] دوسرا شخص اپنے ہاتھ میں چند کھجوریں لے کر کھا رہا ہے، لیکن رب پر یقین عروج پر پہنچنے کی وجہ سے انہیں پھینک کر یہ کہتے ہوئے''اگر یہ کھجور کھاتا رہوں تو جنت کے حصول میں تاخیر ہو گی'' دشمن پر حملہ آور ہوئے اور شہادت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوتا ہے۔سلف میں سے ایک شخص عبادت کی لذتوں کی تعبیر ان

الفاظ میں کرتا ہے: ''جولذت اور اطمینان قلبی ہمیں حاصل ہے اگر اس کا علم دنیا کے بادشاہوں اور شہزادوں کو ہوتا تو وہ تلوار کے ذریعے ہم سے چھین لیتے۔ تیسرا شخص کہتا ہے بعض اوقات دل کو عبادت کی لذت اس طرح میسر آتی ہے کہ اس لطف اندوزی اور خوشی سے دل ناچتا ہے۔ چوتھا عابد کہتا ہے میرے دل کو بھی اس طرح کی فرحت وسرور ملتا ہے کہ میں کہتا ہوں اگر وہ اہل جنت کو مل جائیں تو وہ بڑی نعمت میں ہوں گے۔ ان تمام لذتوں اور پر سکون وخوشگوار زندگی کا نقشہ اللہ تعالیٰ اس طرح کھینچتا ہے: ﴿من عمل صالحا من ذکر أو أنثیٰ وھو مؤمن فلنحیینه حیاة طیبة ولنجزینّھم اجرھم بأحسن ما کانوا یعملون ۞﴾[النحل : ۹۷،مخلص از مفتاح دار السعادة : ۱/ ۱۸۰ـ۱۸٤]

فائدہ نمبر ۷: سابقہ فائدے میں مذکور اہل ایمان کو حاصل ہونے والی نعمتیں اور عالی مقام ہر مؤمن صادق کو حاصل ہوتا ہے، یہ کوئی ایسا رتبہ نہیں جو صرف بعض اولیاء اللہ ہی کو حاصل ہو اور پھر اس مقام ولایت کا مفہوم بھی کچھ کا کچھ بیان کیا جاتا ہے، حالانکہ تمام مؤمنین ومتقین بھی اولیاء اللہ ہیں۔ ﴿اللــه ولی الذین اٰمنوا﴾ [البقرة:۲۵۷] ﴿ألا إن أولیاء الله لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ۞ الذین اٰمنوا وکانوا یتقون ۞﴾ [یونس:٦٢ـ ٦٣] اولیاء کوئی الگ مخلوق نہیں، البتہ اولیاء کے درجات میں فرق ہوسکتا ہے۔[احسن البیان بتصرف]

فائدہ نمبر ۸: آیت: ﴿فلاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ۞﴾ میں قیامت کے عظیم دن کی ہولناکیوں کی نفی نہیں ہے، بلکہ قیامت کے شدائد دوسرے نصوص شرعیہ سے ثابت ہیں، جس کی وجہ سے انبیاء کرام بھی نفسانفسی کے عالم میں ہوں گے اور بعض عمومی شدائد ایسے ہیں، جن سے سب متأثر ہوں گے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فلاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ۞﴾ اس کی توجیہ میں امام قرطبی فرماتے ہیں ''قیامت کی ہولناکی سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہوگا...... لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار بندوں سے ضرور تخفیف کرے گا اور جب وہ اللہ کی رحمت (جنت) میں داخل ہوں گے تو ان سے خوف اور حزن بالکل ہی ختم ہوجائے گا۔'' [تفسیر القرطبی] امام صاحب کی اس توجیہ سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہاں خوف اور حزن کی نفی نسبتاً ہے، یعنی کافر اور فاسق جس خوف میں مبتلا ہوں گے اس کی طرح کوئی خوف نہیں ہوگا۔ حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ اہل ایمان بھی شدائد قیامت سے متأثر ہوکر خوف کھائیں گے، لیکن جس چیز سے وہ ڈر رہے ہوں گے، انہیں اس سے مکمل نجات ملے گی اور یہ خوف اس وقت بالکل ایک عارضی اور وقتی شے ہوگا۔ اس لیے یہاں خوف کی نفی اجمالاً ہوئی ہے۔ ﴿فلاخوف علیھم﴾ یہ اسلوب الثبوت والدوام کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی: ''خوف'' ہمیشہ ثابت